خدام ہر جگہ مجالس قائم کریں اور چندہ کو منظّم کریں

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خدام ہر جگہ مجالس قائم کریں اور چندہ کو منظّم کریں

(فرمودہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۵۱ء بر موقع اجتماع خدام الاحمدیہ بوقت سوا سات بجے شام بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''چونکہ اِس سال گرمی زیادہ پڑی ہے اور میری طبیعت کمزوری کی وجہ سے گرمی برداشت نہیں کرسکتی اِس لئے مَیں خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں گزشتہ سال جتنا حصّہ نہیں لے سکا اس لئے مَیں نے چاہا کہ رات کے وقت ایک مختصر سی تقریر کردوں تا آخری تقریر کو ساتھ ملا کر تین تقاریر ہو جائیں۔ درحقیقت یہ وقت علمی مقابلوں کا ہے اور مَیں نے پروگرام پر غور کر کے سمجھا کہ مَیں اِس وقت میں سے کچھ وقت تقریر کے لئے لے سکتا ہوں کیونکہ علم کے ساتھ تربیت اور ہدایات کا تعلق ہے اِس لئے علمی مقابلوں کے وقت سے تقریر کے لئے کچھ وقت بچانا درست ہوسکتا ہے چنانچہ مَیں نے کہلا بھیجا کہ مَیں سات بجے آؤں گا اور تقریر بھی کروں گا۔

میرے نزدیک کل جو شوریٰ ہونے والی ہے اُس میں اِس امر پر بھی غور کرلیا جائے کہ آئندہ سالانہ اجتماع کِن دنوں میں ہؤا کرے۔ کل جب مَیں تقریر کر رہا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ تین چار نوجوان بیہوش ہوگئے اور اُنہیں اُس جگہ پہنچایا گیا جہاں طبّی امداد کا انتظام ہے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اِس سال اتنی گرمی پڑ رہی ہے کہ اس میں کھڑا ہونا مشکل ہوتا ہے اور ہر نوجوان اس کی برداشت نہیں کرسکتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو قومیں اپنے وطن

اوراس کے حالات کو یاد رکھتی ہیں وہ اپنے آپ کو اُس کے مطابق بنانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن بدقسمتی سے ہم گرم مُلک والے ٹھنڈے مُلک والے حاکموں کے ماتحت ایک لمبا عرصہ گزار چکے ہیں اور اُن کو آسائش اور آرام کے لئے جو سامان کرتے ہم نے دیکھا اور اُس میں ہمیں بعض فوائد نظر آئے ہم نے اُن کی نقل شروع کر دی۔ اب ہم واقعات سے اتنے مجبور ہو گئے ہیں کہ خواہ ان سے بچنے کی کتنی کوشش کریں ان سے بچ نہیں سکتے۔ ورنہ عرب اور افریقہ کے لوگ جن کے مُلک میں اتنی گرمی پڑتی ہے کہ ہمارے مُلک کی گرمی اُس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں وہ دھوپ میں بہت اچھی طرح چلتے پھرتے ہیں اور گرمی کا انہیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ اُنہوں نے اپنے مُلک کے حالات کو دیکھا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جب اُنہوں نے عرب اور افریقہ جیسے گرم ممالک میں بود و باش اختیار کی ہے تو اُنہوں نے اپنی روزی بھی وہیں سے تلاش کرنی ہے اِس لئے اُنہوں نے بچپن سے ہی ایسی عادات پیدا کر لی ہیں کہ وہ گرمی برداشت کر لیتے ہیں لیکن ہمارے مُلک کے لوگوں نے مُلکی حالات کے مطابق اپنے حالات نہیں بنائے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے مُلک پر جو لوگ حاکم تھے اُنہوں نے جب اپنے آرام کے لئے پنکھوں کا انتظام کیا تو یہ خیال کیا کہ اگر اُنہوں نے اپنے ماتحت کلرکوں کے لئے ایسا انتظام نہ کیا اور اُن کے کمروں میں بجلی کے پنکھے نہ لگوائے تو کام پوری طرح نہیں ہوگا اِس لئے اگرچہ اُنہوں نے بجلیاں اپنے کام کے لئے چلائیں لیکن بجلی کے پنکھے اُنہوں نے کلرکوں کے کمروں میں بھی لگا دیئے حالانکہ پٹھانوں، مغلوں اور دوسرے راجوں مہاراجوں کے زمانہ میں یہاں بجلیاں نہیں تھیں وہ اِنہی مُلکوں میں رہتے تھے۔ یہاں گرمی پڑتی تھی اور وہ لوگ اس میں رہنے کی مشق کرتے تھے، اِس وجہ سے اُنہیں گرمی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ جب ہم اپنے مُلک کے حالات کو سُدھاریں گے یا ہمارا مُلک سُدھر جائے گا تو یہ دونوں باتیں ممکنات میں سے ہو جائیں گی۔ یا تو انگریزوں کے جانے کے بعد لوگ آرام و آسائش کے خیال کو چھوڑ دیں گے اور وہ افریقہ اور عرب جیسے ٹروپیکل کنٹریز (Tropical Countries) کی طرح گرمی کو اپنا لیں گے اور اسے

برداشت کرنے کی مشق کریں گے اور یا سائنس میں ترقی کر کے مُلک کے حالات کو اپنے مطابق بنالیں گے۔ جیسے یورپ نے ترقی کر کے کمروں کو گرم کرنے کا طریق نکال لیا ہے اور ایسی ایجادیں کر لی ہیں جن سے اُن کی زندگی آرام اور آسائش والی ہوگئی ہے اسی طرح ہمارے مُلک کے لوگ ترقی کر کے ایسی ایجادیں کرلیں گے جن سے فضا ٹھنڈی ہو جائے گی اور تمام لوگ اس مُلک میں اُسی طرح رہیں گے جس طرح وہ ایک درمیانی گرمی والے مُلک میں رہتے ہیں یا جس طرح لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں۔ غرض جب مُلک ترقی کرے گا تو ہمارے مُلک کے لوگ اپنے حالات کو گرمی کے مطابق بنالیں گے یا ہمارے عالم اور سائنسدان گرمی کو ہمارے حالات کے مطابق بنادیں گے۔ بہرحال کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا کیونکہ جب کوئی قوم ترقی کرتی ہے تو وہ ماحول کو اپنے مطابق بنالیتی ہے یا اپنے آپ کو ماحول کے مطابق بنالیا کرتی ہے لیکن جب تک یہ زمانہ نہیں آتا ہمیں یہ احتیاط کرنی چاہئے کہ ہم اپنے اجتماع کو ٹھنڈے موسم میں کریں۔

ہمارے مُلک میں بدقسمتی سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہے کہ جو چیز انگریز نے پیدا کی ہے وہ تم نہ کرو اور یہ انگریزوں سے نفرت اور اُن کی بدسلوکیوں کی وجہ سے ہے۔ انگریز اپنے ایک خاص دن کی یاد میں دسمبر کے مہینہ میں سات آٹھ دن کی چھٹیاں دیا کرتا تھا۔ اب ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک نے وہ چھٹیاں منسوخ کر دی ہیں حالانکہ ہر قوم کو اجتماع کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کرنی چاہئے اور اس کے لئے بہترین دن سردی کے ہیں۔ محرم نے تو چکر کھانا ہے اِس سال اکتوبر میں آیا ہے تو دوسرے سال اِس کے کچھ دن ستمبر میں آجائیں گے۔ تیسرے سال محرم ستمبر کے درمیان آجائے گا، چوتھے سال ستمبر کے شروع میں آجائے گا اور پانچویں سال اس کے کچھ دن اگست میں آجائیں گے، اِس طرح ۱۶، ۱۷ سال برابر بدلتا جائے گا۔ گویا ۱۷ سال تک ہماری قوم کو ایسے معتدل دن نہیں ملیں گے جن میں لوگ اجتماع کرسکیں یا وہ مل کر باتیں کرسکیں۔ انگریز کے زمانہ میں ہماری ساری ضروریات دسمبر کے مہینہ میں پوری ہو جاتی تھیں خواہ نام ان کا کرسمس رکھ لیں لیکن بہرحال وہ دن ایسے تھے کہ ہمارے اجتماع آرام سے گزر جاتے تھے۔ اب اگر انگریز

چلے گئے ہیں تو اِن دنوں کا نام کرسمس نہ رکھو نیشنل ہالیڈیز (National Holiday) رکھ لو تا قوم کو اجتماع وغیرہ کا موقع مل سکے۔ انگریزوں نے اپنے رواج کے مطابق سال میں بعض ایسے دن رکھ لئے تھے جن میں وہ اکٹھے ہوتے تھے اور باتیں کرتے تھے۔ اُن کے جانے کے بعد اب کوئی بھی قومی تہوار کے دن نہیں جن میں اجتماع وغیرہ ہو سکے۔ یورپ میں کرسمس اور ایسٹر کے نام سے سال میں بعض چھٹیاں آ جاتی ہیں اِسی طرح سال میں اور دن بھی مقرر ہیں جن میں قوم کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور اپنے معاملات پر غور کرتے ہیں۔ ہمیں بھی ایسے دن بنانے پڑیں گے اور جب ہمیں ایسے دن بنانے پڑیں گے تو کیوں نہ ہم ابھی سے ایسے دن بنا لیں۔ اگر محرم دس دن قبل ہؤا تو یہ اجتماع نہیں ہو سکے گا۔ اِس سال حج میں جو آج سے کچھ دن قبل ہؤا تو کسی وجہ سے سات ہزار حاجی مر گیا ہے اگر ہم ابھی سے کوئی تجویز نہیں کریں گے تو ہم قومی جانیں ضائع کرنے کا موجب ہوں گے۔ جب آئندہ ایسے دن نظر آ رہے ہیں تو کیوں نہ ہم ابھی فیصلہ کر لیں۔ آخر ہم میں سے کتنے لوگ ملازم ہیں جو چھٹیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اجتماع سے رہ جائیں گے۔ کراچی میں کوئی پچاس ہزار ملازم ہیں جن میں قریباً...... ملازمین احمدی ہوں گے اور ان میں سے اجتماع کے موقع پر ربوہ آنے والے چھ سات ہوں گے۔ کیا ان چھ سات افراد کو اجتماع کے لئے چھٹیاں نہیں مل سکیں گی؟ سال میں ۲۰ دن کی چھٹیوں کا گورنمنٹ نے بھی حق دیا ہؤا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارے چھ سات افراد چھٹی حاصل کرنا چاہیں اور اُنہیں چھٹی نہ ملے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ضرورت کے وقت حکومت چھٹیاں روک لے لیکن یہ دقّت اُس وقت ہو گی جب لوگ کثرت سے یہاں آئیں گے۔ اور جب لوگ کثرت سے آئیں گے نہیں تو حکومت کا دو چار پانچ دس افراد کو رُخصت دینے میں کیا حرج ہے۔ پھر تمہارا بیس دن کی چھٹی کا حق بھی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اجتماع کے لئے کوئی دن مقرر کر لیں اور اِن دنوں میں چھٹیاں حاصل کر کے لوگ یہاں آ جایا کریں۔ اِسی طرح اور جگہوں کو دیکھ لو۔ پچھلے سال کوئٹہ سے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ اب پتہ لگا ہے کہ اس سال دو نمائندے کوئٹہ سے آئے ہیں۔ اب کیا کوئٹہ شہر سے دو آدمیوں کو رخصت نہیں مل سکتی۔ آخر

اِن کی رخصت میں حکومت کیوں روک ڈالے گی۔ یہی حال لاہور کا ہے۔ لاہور کی دس لاکھ کی آبادی ہے اور ان میں سے پچاس ہزار کے قریب ملازم ہوں گے جن میں سے بہت تھوڑی تعداد ہماری ہے۔ اب اگر لاہور سے آٹھ دس آدمی اجتماع پر آ جائیں تو کیا وجہ ہے کہ اُن کی رخصت کا انتظام نہ ہو۔ اگر یہاں آنے والوں میں ملازمین کی کثرت ہوتی یا ہم سب ملازموں کو یہاں بُلاتے تو حکومت کے لئے مُشکل پیدا ہوسکتی تھی لیکن جب یہاں آنے والوں میں ملازمین کی کثرت بھی نہیں اور نہ ہم سب ملازمین کو یہاں بُلاتے ہیں صرف چند نمائندے یہاں آتے ہیں اور اُن کی نسبت اتنی بھی نہیں ہوتی جتنی آٹے میں نمک کی ہوتی ہے تو اس سے کیا فرق پڑ سکتا ہے۔ پھر کیوں نہ خدام اس موقع پر چھُٹیاں لے کر آئیں۔ یہ کیا بات ہے کہ چھٹیاں ملیں گی تو ہم آئیں گے ورنہ نہیں آئیں گے۔ قوم کو سال میں دو تین دن کی ضرورت ہو اور وہ بھی لوگ پیش نہ کر سکیں۔ میرے اپنے خیال میں چونکہ دسمبر میں جلسہ سالانہ بھی ہوتا ہے اِس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سالانہ اجتماع نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہو۔ لاکھوں کی جماعت ہے جن میں سے اِس اجتماع پر صرف ۵۵۵ دوست باہر سے آئے ہیں اور اِن میں سے اکثر ایسے ہوں گے جو جلسہ پر بھی آ جائیں گے اس لئے اگر نومبر کے پہلے ہفتہ میں اجتماع رکھ لیا جائے تو اِس کا جلسہ سالانہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے گا تو وہ دوبارہ بھی آ جائیں گے۔ جو لوگ دُور سے آئے ہیں وہ کوئی چالیس پچاس ہوں گے اور اِن میں سے دس بارہ ایسے افراد ہوں گے جو دوبارہ جلسہ سالانہ پر نہ آ سکتے ہوں اِس لئے ساری جماعت کے فائدہ کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ کل شوریٰ میں اس کے متعلق فیصلہ کر لیا جائے آئندہ یہ اجتماع محرم کے دنوں میں نہیں ہو سکے گا کیونکہ محرم آئندہ اٹھارہ سال گرمی کے موسم میں آئے گا اور گرمی برداشت نہیں ہو سکے گی۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اِس سال اجتماع میں نمائندگان کی حاضری بہت کمزور ہے۔ گزشتہ سالوں میں رپورٹ میں مقابلہ کیا جاتا تھا کہ پچھلے سال اتنے خدام حاضر ہوئے تھے اور اب اتنے خدام آئے ہیں لیکن اِس سال یہ حوالہ نہیں دیا گیا اور جب حوالہ

نہ دیا گیا تو مجھے شک پڑا اس لئے مَیں نے کہا پچھلے حوالے لاؤ۔ جب وہ حوالے لائے گئے تو معلوم ہؤا کہ پچھلے سال بیرون جات سے ۵۹۰ خدام آئے تھے اور اِس سال ۵۵۵ خدام آئے ہیں۔ پچھلے سال بیرونی جماعتوں کی نمائندگی ۷۳ تھی لیکن اِس سال صرف ۵۴ مجالس کے نمائندے آئے ہیں۔ گویا اس سال ۱/۴ کی کمی آ گئی بلکہ ۱/۴ سے کچھ زیادہ کی کمی ہے۔ یہ حالت تسلی بخش نہیں۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ چند نمائندے زیادہ آتے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر واقعہ میں اپنے فرائض کو ادا کیا جاتا اور خدام اپنے وعدے پورے کرتے تو اِس سال سینکڑوں نئی جگہوں میں جماعتیں قائم ہو جاتیں۔ اور اگر ان نئی جماعتوں میں سے دس فی صدی جماعتوں کے نمائندے بھی یہاں آتے تو پچھلے سال مجالس کی نمائندگی جو ۷۳ تھی اب ۱۰۰ ہو جاتی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدام نے صحیح طور پر اپنے فرائض کو ادا نہیں کیا۔

ایک اور چیز جس کا رپورٹ میں ذکر نہیں کیا گیا وہ یہ ہے کہ رپورٹ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اِس سال کتنی نئی مجالس قائم ہوئی ہیں اور ان نئی مجالس میں سے کتنی مجالس کے نمائندے یہاں آئے ہیں۔ پچھلے سال مَیں نے کہا تھا کہ ہر گاؤں اور ہر شہر میں مجالس قائم کرو اِس لئے چاہئے تھا کہ مجلسِ عاملہ مجھے بتاتی کہ پچھلے سال کُل تعداد مجالس کیا تھی اور اب کیا ہے۔ مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ اِس سال ۲۹ نئی مجالس قائم ہوئی ہیں۔ اگر یہ بات درست ہے تو پچھلے سال ۲۹ مجالس کم تھیں لیکن ۷۳ مجالس کے نمائندے اجتماع پر آئے تھے اب ۲۹ مجالس زیادہ بھی ہوگئی ہیں لیکن صرف ۵۴ مجالس کے نمائندے یہاں آئے ہیں۔ اگر اِن مجالس میں سے پانچ سات مجالس بھی ایسی ہیں جو اِس سال نئی قائم ہوئی ہیں تو اِس کے معنے یہ ہیں کہ پُرانی مجالس میں سے ۴۵ یا ۴۶ مجالس کے نمائندے آئے۔ اِس طرح حاضری میں کوئی ۴۰ فیصد کی کمی آ گئی اور یہ بات نہایت افسوسناک ہے۔ اِس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ یہ کام مجلسِ عاملہ کا ہے اُسے اِس طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔

اِس سال سوائے لڑائی اور شکایتوں کے مجلسِ عاملہ نے کوئی کام نہیں کیا۔ آپس کے جھگڑوں پر اِس نے وقت ضائع کیا ہے اصل کام کی طرف توجہ نہیں کی۔ لیکن جہاں یہ بات

افسوسناک ہے کہ مجلس عاملہ نے کوئی کام نہیں کیا وہاں مجھے یہ دیکھ کر خوشی بھی ہوئی ہے کہ ہماری تنظیم میں ترقی ہوئی ہے۔ایک تو ۲۹ نئی مجالس قائم ہوئی ہیں۔اگرچہ یہ تعداد تسلی بخش نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ہمارا قدم پیچھے نہیں ہٹا بلکہ کچھ آگے ہی بڑھا ہے مگر یہ کہ جتنا قدم آگے بڑھنا چاہئے تھا اُتنا نہیں بڑھا۔دوسری خوشی کی بات یہ ہے کہ ہمارا چندہ منظّم ہو رہا ہے۔پچھلے سال کے چار ہزار روپیہ چندہ کے مقابلہ میں اِس سال کا چندہ آٹھ ہزار روپیہ سے کچھ زائد ہے اور یہ چیز بتاتی ہے کہ مجالس اپنے فرائض کو سمجھ رہی ہیں۔اگر ہر جگہ مجالس قائم ہو جائیں اور چندہ منظّم ہو جائے تو چالیس پچاس ہزار روپیہ چندہ اکٹھا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ابھی ہم نے مرکز بنانا ہے۔لجنہ اماء اللہ اپنا مرکز بنا چُکی ہے۔لنگر کے سامنے شمال کی طرف یہ عمارت بنی ہے خدام اسے دیکھ لیں۔پچھلے سال کسی نے کہا تھا کہ عورتیں آخر ہم سے ہی چندہ لیتی ہیں اور مَیں نے کہا تھا کہ عورتیں پھر بھی تم سے زیادہ ہمت والی ہیں کہ تمہاری جیب سے لے کر چندہ دے دیتی ہیں لیکن تم خود چندہ نہیں دے سکتے۔دیکھو اُنہوں نے کارکنات کے لئے الگ مکانات بھی بنا لئے ہیں۔مَیں جب وہاں سے گزرتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ اِن مکانات میں رہنے سے اُنہیں زیادہ آرام مل سکتا ہے لیکن تم نے یہ کام ابھی کرنا ہے۔مَیں نے خدام کو ۱۲ کنال زمین اس لئے دی ہے کہ وہ اس میں اپنا مرکزی دفتر تعمیر کریں۔پس اپنے چندہ کو بڑھاؤ اور ہر جگہ خدام الاحمدیہ کی مجالس قائم کرو۔اگر سب جگہ مجالس قائم ہو جائیں اور ہمارا چندہ منظّم ہو جائے تو مَیں سمجھتا ہوں یہ کام کچھ مشکل نہیں۔پندرہ بیس ہزار روپیہ قرض بھی لیا جا سکتا ہے جو اگلے سال آسانی سے اُتر سکتا ہے۔"

(الفضل ربوہ ۱۷؍اکتوبر ۱۹۶۲ء)